اہلِ سُنّت والجماعت کے مُطالعہ کیلئے

رسومات
مُحرّم اور تعزیہ

غازیٔ ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی الجیلانی

مکتبہ انوارُ المصطفےٰ
۲۳-۲-۲۵/۶ مغل پورہ، حیدرآباد۔۲

إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا

> بعض لوگوں کا یہ پروپیگنڈہ کہ "ہاشمی سے اس کے گھر والے خفا ہیں وہ نہیں چاہتے کہ تشیع کو دنیا سے ہی مٹا دیا جائے" یہ باطل پروپیگنڈہ اپنی موت آپ مر جائے گا۔ جب آپ میرے برادر معظم مولانا سید محمد مدنی مدظلہ کے مکتوب گرامی کو پڑھیں گے جو انھوں نے میری اسیری کے دوران والدہ مخدومہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ — سید محمد ہاشمی

مخدومہ محترمہ والدہ صاحبہ ! تسلیمات

میں بخیر و عافیت رہ کر سب کی خیریت و عافیت کا نیک خواہاں ہوں۔ آپ کا وہ گرامی نامہ میری نظر ول سے گزرا جو آپ نے حضرت ماموں جان صاحب قبلہ کے نام سورت کے پتہ پر روانہ کیا ہے۔ جہاں اس سے یہ معلوم ہوا کہ عزیزی سلمہ کی تاریخ ۱۲ ر رجب متعین ہو گئی ہے۔ وہیں یہ خبر بھی ملی کہ ہاشمی سلمہ کو اس کشاکش کے نتیجے میں جو اس کی لکھی ہوئی کتاب نے شیعہ سنی کے مابین ظاہر کر دی ہے۔ جیل میں ڈال دیا گیا ہے۔ اب میں یہ نہیں عرض کر سکتا کہ جب تک آپ کو میرا یہ خط ملے اس وقت تک صورتحال کیا ہو۔ —— ہاشمی کو جیل میں کیوں ڈالا گیا ہے؟ اس سوال کا مختصر جواب یہی ہو سکتا ہے کہ اس نے شیعوں کے رد میں ایک کتاب لکھی۔ نیز شیعوں کے رد میں ایک "بقول مولانا شمس الحق صاحب" لاجواب تقریر کی —— الحاصل حق کو واضح اور باطل کو مردود کرنے کی سزا موجودہ وقت نے جیل تجویز کر دی ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے ذہن میں ہاشمی سلمہ کا جیل جانا خاندان کی رسوائی کے مترادف ہو لیکن یقین کیجیے میں اس کو خاندان کی سرفرازی و سربلندی تصور کرتا ہوں۔ چوری، ڈکیتی وغیرہ کر کے جیل جانا رسوائی ضرور ہوتی لیکن حق کی حمایت میں جیل جانا رسوائی نہیں بلکہ سرخروئی ہے اور میں اس کو بلندی کیوں نہ کہوں جب کہ یہی ہمارے بزرگوں کی سنت نظر آ رہی ہے حضرت زین العابدین جیسی جلیل القدر اور عظیم المرتبت ہستی کے ہاتھ کی ہتھکڑیاں اور پیر کی

بیڑیاں آج بھی بتلا رہی ہیں کہ یہ ہتھکڑی اور بیڑی وجہ رسوائی نہیں بلکہ باعث سرفرازی ہے حق کے لیے کیا کچھ قربان کرنا پڑتا ہے۔ امام اعظم اور امام حنبل سے جاکر پوچھے کوئی کہ علمائے اسلاف کی گراں قدر جماعت سے دریافت کرے۔ کربلا کی شدید ترین منزل نے کیا یہ سبق نہیں دیا کہ حق کیلئے گردن کٹا کر بھی انسان سرفراز رہتا ہے؟ یہ اشارے میں نے صرف اسی لیے کر دیئے ہیں تاکہ آپ سمجھ لیں کہ ہاشمی سلمہ کا اس چھوٹی سی عمر میں احقاق حق اور ابطال باطل کی پاداش میں جیل جانا ہمارے خاندان کی ایک بے مثال تاریخ کی حیثیت رکھتا ہے۔ میرے نزدیک یہ چیز پورے خاندان کے لیے سرمایۂ افتخار ہے یہ تصورات ہیں جن کی بنا پر میں ہاشمی سلمہ کے جیل جانے سے ذرہ برابر بھی مضطرب و بے چین نہیں ہوں۔ بلکہ یہ اس کے بڑے بھائی ہونے کی حیثیت سے میرے لیے بھی باعث فخر ہے —— امید ہے آپ بھی اس مسئلہ پر اسی نقطۂ نظر سے غور کریں گی پھر آپ خود ہی محسوس کریں گی کہ ہاشمی سلمہ کا جیل جانا اضطراب و بے چینی کے بجائے سکون و اطمینان کی دولت سے مالا مال کرتا ہے —— ہاشمی کی کتاب کو میں نے دیکھا ہے اور غور سے پڑھا ہے اگر اس میں کوئی دل آزار جملہ ہے تو اس کی دل آزاری اس دل آزاری پر ہرگز نہیں بڑھی ہے جو خلفائے راشدین کے باب میں شیعوں کی تقریر و تحریر سے ظاہر ہے۔ ویسے بھی ہمیں مرتدین کی دل آزاری سے بچنے کی ضرورت کیا ہے جب کہ حدیث شریف نے انہیں "جہنم کا کتا" کہا ہے۔ آپ خوش رہیں اور ہم سب کے لیے دعائے خیر کریں کہ خدا تعالیٰ ہم کو زندہ رکھے تو حق کی حمایت کے لیے اور مارے تو حق کی حمایت میں —— ایں سعادت بزور بازو نیست "تا نہ بخشد خدائے بخشندہ"۔

عزیز سلمہ کی شادی کے انتظامات میں پورے اطمینان قلبی کے ساتھ حصہ لیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ ۲۴، ۲۵ اکتوبر تک میں مکان آجاؤں گا۔

فقط والسلام مع الدعا

سید محمد مدنی اشرفی غفرلہ

از: سورت

الحمد للّٰہ لولیہ والصلاۃ والسلام علیٰ رسولہ
وعلیٰ خلفائہ وازواجہ واصحابہ وعترتہ ولعنۃ اللّٰہ علی
منکرخلافۃ خلفائہ وطہارۃ ازواجہ وفضائل اصحابہ ومناقب
عترتہ۔

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائیگا

کون نہیں جانتا کہ کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام کا نورانی سلسلہ اس لئے جاری کیا گیا تھا کہ کفر کے گھٹا ٹوپ بادل اور شرک کی کڑکتی ہوئی بجلیاں ختم ہو جائیں اور ایک ایسے سکون ریز چمن کو جنم دیا جائے جہاں نبوت کی شاخوں سے توحید کے ترانے پھوٹیں۔ جو اپنے اندر ایسی دنیا رکھتا ہو کہ ہر دنیا کو بھلا دے اور رشتۂ حیات کو خدا سے جوڑ دے اور فرزندانِ توحید کی قطاریں لا کے کھڑا کر دے۔ انہیں مقاصد کے پیشِ نظر انبیاء کرام مبعوث کئے گئے اور وہ مسیحا اسلام بنائے گئے۔ جہاں توحید کے جام ڈھلتے تھے۔ ارشاد ربانی ہے۔

قَالُوا نَعْبُدُ اِلٰهَكَ وَاِلٰهَ اٰبَائِكَ	بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپکا
اِبْرَاهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ	اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا
اِلٰهًا وَّاحِدًا وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ	ایک خدا اور ہم اس کے حضور گردن
[البقرۃ ۱۳۳]	رکھے ہیں۔

لیکن جس طرح روشنی کے ساتھ اندھیرا دھل کے بالمقابل فراق ہے ٹھیک اسی طرح نیکی کے بالمقابل بدی اور ایمان کے بالمقابل کفر و الحاد ہے، اور حق کے بالمقابل باطل ہے۔ جہاں انعمت علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین کی نورانی اور نیک جماعت گم کردہ راہ انسان کو جادۂ حق و اعتدال کی طرف بلاتی ہے وہاں دوسری طرف باغیان اسلام اور بد باطن لوگوں کی بھی ایک جماعت ہے جو جماعت انبیاء و اولیاء اور متقین کی نہ صرف مخالفت کرتی ہے بلکہ وہ جاہ و حشمت کو برقرار رکھنے کے لئے اور حقانیت سے نور کو اپنے لئے باعث نقصان تصور کرتے ہوئے اسی نورانی جماعت کے

اکابر کو حسب منشا تہہ تیغ بھی کرتی رہی۔ اور ان حضرات برگزیدہ کو ہر اس بات کو روکا جس سے شرک، کفر، بدعت اور عیش پرستی کو ٹھیس پہنچتی رہی ہو۔ خالق کائنات نے اس جماعت کا تعارف اس انداز میں کرایا ہے۔

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُونَ أَنْبِيَاءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُوسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ ثُمَّ اتَّخَذْتُمُ الْعِجْلَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَالِمُونَ۔	تم فرماؤ کہ پہلے اگلے انبیاء کو کیوں شہید کیا اگر تمہیں اپنی کتاب پر ایمان تھا اور بے شک تمہارے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر تشریف لایا پھر تم نے اس کے بعد بچھڑے کو معبود بنایا اور تم ظالم تھے۔

یہی وہ جماعت ہے جو از آدم تا ایں دم صداقت، عدالت، سخی دست اور سیاست سے برسرپیکار رہی۔ اس کی چیرہ دستیاں اتنی بڑھ گئیں کہ یہ انبیاء اور صالحین کے خون سے ہولی کھیلتی رہی۔ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں یہی جماعت آپ کی مخالفت میں پیش پیش رہی۔ اسی جماعت نے سرور کائنات کے پردہ فرمانے کے بعد اصحاب رسول میں پھوٹ ڈالنے کی ناپاک کوشش کی۔ اسی جماعت کے ایک فرد نے افضل البشر بعد الانبیاء والصدیق امیر المومنین سیدنا الامام حضور فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو شہید کیا۔ یہی وہ جماعت ہے جس نے کعبۃ اللہ کے حج کے بہانے مدینۃ الرسول کو عثمانی خون سے دلہن بنا دیا۔ اسی فرقہ نے سیدنا امام حضور حیدر کرار رضی اللہ عنہ کی حمایت کا دعویٰ کیا اور بے وفائی کی بنیاد ڈالی۔ حضرت کو مدینۃ الرسول چھوڑنے پر مجبور کیا۔ اور کوفہ میں لے جا کر شہید کر ڈالا۔ اسی جماعت نے حضرت امام حسن کی بے حرمتی کی اور زہر دیکر ابدی نیند سلا دیا۔ اسی فرقہ نے نواسۂ رسول اطہر جگر گوشۂ خاتون جنت اور قرار جان علی مرتضیٰ اور دیگر اہل بیت علی کو اپنی نصرت کے بہانے مدینے سے بلا کر کربلا کی سیج سجائی۔ جہاں پھولوں کی جگہ کانٹے تھے سکون و اطمینان کی بجائے کرب و بے چینی تھی شد آمد اور ظالم نے گھٹنے ٹیک دیئے مگر اس طرح کہ ان شہزادہ خانوادۂ مصطفویہ کو لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ کا مصداق بنا کر ائمۃ عند کی صف میں لا کے کھڑا کیا۔

خود کو غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ میں شامل کرلیا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ خون میدان حشر میں رنگ لائے گا۔ اس لیے کہ ؎

جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکاریگا آستیں کا

یہیں تک نہیں بلکہ نگہ ناز مصطفےٰ کے ارشادوں پر مٹنے والے حوصلہ مند مریدان شمع رسالت کے پروانے جنہیں قرآن نے صدیقین شہداء اور صالحین جیسے بہترین لقب سے یاد کیا۔ ان غلامان مصطفےٰ کا قلع قمع اسی گروہ نے کیا۔ سلطان الاولیا حضور غوث الاعظم کے سکون ریز چمن یعنی بغداد کی مقدس و متبرک سرزمین کو تباہ و برباد کرنے کے لیے اس کے اسلامی ماحول کو ختم کرکے الحاد و مجوس پرستی کو تقویت پہنچانے کے لیے ہلاکو کو اس پر حملہ کرنے کی دعوت اسی گروہ نے دی۔ پھر اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اسلام کی مقدس اور بلند پایہ تعلیمات اور تاجدار دوعالم کی ہدایات میں کچھ اس قسم کے پیچیدہ مسائل پیدا کر دیئے جن سے حقائق اسلام کو سخت زخم اور اخوت کو غیر معمولی ٹھیس پہونچی اور وہ ہمیشہ کے لیے شیعہ سنی منافرت کا سدا بہار گلشن بن گیا۔ قرآن پاک کو بازیچۂ عثمان یا صحیفۂ عثمانی قرار دے کر تحریف شدہ نامکمل اور ناقص ثابت کرکے دین و یقین کو بدلنے کی ناپاک کوشش کی۔ تعمیر کے بجائے تخریب کو اپنایا توحید کی جگہ کفر و شرک اور بدعت کو گلے سے لگایا حب رسول و اہلبیت کا سہارا لے کر آخر ائمہ اصحاب کا مذاق اڑایا۔ محبت علی مرتضیٰ کی تختی لگا کر یہودیت اور زرتشتیت کی تبلیغ شروع کردی۔

یہ اعجاز اسلام نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ اس نے ایک ایرانی شیعہ سے کہلوایا کہ !

دین ایرانیان قدیم کہ دین زرتشتی
بود یکی از سادہ ترین و طبعی ترین
مذہب ہا است۔ فلسفۂ این دین آن
نیز روشن و سادہ بودہ است
کہ بحقیقت گروہی از علماء و فلاسفہ
دوستی خواہند گفت کہ این دین از

قدیم ایرانیوں کا مذہب جو کہ زرتشت
مذہب تھا۔ بہت سادہ اور قدرتی
مذہبوں میں سے ایک ہے اس دین کا
فلسفہ اتنا روشن اور سادہ رہا ہے
کہ علماء اہل فلسفہ کے ایک گروہ کا عقیدہ
ہے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ دنیا

طرف ہمہ ملتہائے دنیا قبول خواہد شد .

کی تمام قومیں اس مذہب کو قبول کرلیں گی .

اساس این دین چنین است کہ خداوند (آہورامزدا) دو عنصر آفریدہ کہ یکے عنصر نیکی و روشنائی است و یزداں نام دارد و دیگرے عنصر بدی است کہ اہرمن نام دارد — یزداں و اہرمن باہم در زد و خورد ہستند و در انجام کار یزداں فیروز شد روئے زمین را با نیکی و پاکی و روشنائی پر خواہد کرد . چناں کہ بعقیدۂ شیعیان امام دوازدہم مہدی صاحب الزمان ظہور کردہ و ہمیں کار را انجام خواہد داد بدیں جہت است کہ در این دین بہ آفتاب و آتش کہ بزرگ ترین منبع روشنائی ہستند اہمیت زیادہ دادہ شدہ است .

اس مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ خداوند آہورامزدا نے دو عناصر پیدا کئے ایک عنصر نیکی اور روشنی ہے اور اس کا نام یزداں ہے اور دوسرا عنصر بدی اور تاریکی ہے اسکا نام اہرمن ہے یزداں اور اہرمن ہمیشہ ایکدوسرے سے لڑتے رہتے ہیں . آخر کار یزداں جیت جائیگا اور نیکی اور پاکیزگی سے اس دنیا کو بھر دیگا . اسی لئے ہم شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام دوازدہم مہدی صاحب الزمان ظہور کریں گے اور اس کام کو سر انجام دیں گے . اسی وجہ سے اس مذہب میں سورج اور آگ کو جو کہ نور کا بڑا منبع ہے بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے .

مزید فرماتے ہیں :

مزید فرماتے ہیں :

براستی این فلسفہ دین زرتشت آں قدر سادہ و آں قدر عالی و حقیقی است کہ اگر تمام افراد بشر آنرا پیروی میکردند . زمین را رشک بہشت برین می شد .

سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا ہے کہ اگر تمام انسان اس پر چلیں تو ہماری دنیا رشک بہشت بریں بن جائے .

از کتاب اثنا عشری شیعہ تجلی دولت ایران صفحہ ۱۴۳

بحوالہ توضیح حصہ دوم صفحہ ۱۰۵۹

کیا ناظرین نے نہیں سمجھا کہ ظہور امام غائب بایں طور کہ غیبت کبریٰ کا دامن چاک کر کے بے پردہ ہو جائیں گے۔ دراصل اسلامی عقیدہ نہیں بلکہ مذہب زرتشت کا نظریہ ہے تو ظاہر ہے کہ امام غائب کے بارے میں ایسا فاسد اور بے اصل عقیدہ اسی کا ہوگا گویا اصول طور پر شیعوں کا مذہبی تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشتیت سے ہے اور اسی لیے اس راز پنہاں صد ہزار حجابات کے باوجود صفحۂ قرطاس پر یوں منعکس ہو ہی گیا۔ (م) جس کا تعلق اسلام سے نہیں بلکہ زرتشت سے ہوگا۔

براسی این فلسفہ دین زرتشت سچ تو یہ ہے کہ زرتشت کے دین کا آن قدر سادہ و آنقدر عالی و حقیقی فلسفہ اتنا سادہ اور اتنا بلند اور سچا است کہ اگر تمام افراد بشر ازاں ہے کہ اگر تمام انسان اس پر چلیں پیروی کردند زمین مارشک بہشت تو ہماری دنیا رشک بہشت بریں می شد۔ ________ بریں بن جائے ________

غور فرمائیے کیا اصول بدلنے کی کوشش نہیں کی گئی؟ کیا اسلام کو چھوڑنے اور مذہب زرتشت کو اپنانے کا مشورہ نہیں دیا گیا؟ کیا توحید باری کا مذاق نہیں اڑایا گیا؟

میرا مدعا واضح ہو گیا کہ واقعی ان مخضوبین نے ہمیشہ اسلام کو دھچکا پہنچانے کی کوشش تا کام کی ہے۔

کیا شیعیت مائل بہ یہودیت بھی ہے؟ آئیے اس کا بھی جواب کسی شیعہ قلمکار سے ہی حاصل کریں۔ چنانچہ ایک شیعہ مجتہد فاضل استر آبادی اپنی تصنیف منہج المقال میں لکھتے ہیں۔ جس کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں (بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن سبا یہودی تھا۔)

اسلام لایا اور علیؓ کا محب بنا۔ وہ اپنے یہودیت کے زمانے میں یوشع وصی موسیٰؑ کی نسبت غلو کرتا تھا۔ پھر اسلام لانے کے بعد اور رسول خدا کی وفات کے بعد علیؓ کے بارے میں ایسا خیال رکھتا تھا اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علیؓ کا اعلان کیا اور ان کے

اعدار سے تبرا کیا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو برا کہتا تھا اور ان کو کافر قرار دیتا تھا۔"

(آفتاب ہدایت ص ۲۹۹ و توحید حصہ دوم ص ۱)

اس سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ عبداللہ ابن سبا یہودی تھا۔ ۲۔ صرف محب علی مرتضیٰ بنا۔ ۳۔ وہ جس طرح کی موسیٰ کے ساتھ غلو کرتا تھا۔ بعینہ اس نے وہی حرکت حضرت علیؓ کے ساتھ کی گویا اس پر اسلام لانے کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوا۔ ورنہ عادات قدیمہ کو چھوڑ کر اپنے آپ کو غلو سے باز رکھتا۔

۴۔ فرضیت امام علی خلفائے ثلاثہ امہات المومنین اور دیگر اصحاب رسولؐ پر تبرے بازی کی گرماگری اور ان بزرگ ہستیوں پر تکفیر کی ابتدا اسی یہودی کی ذات سے ہوئی۔ آپ سنی حضرات جانتے ہیں کہ سرور کائنات نے تکمیل دین کے بعد پردہ فرمایا۔ اور تمام بنیادی عقائد کو مرتب فرمانے کے بعد آنکھیں بند کیں۔ اور فاضل استر آبادی فرماتے ہیں کہ +

" اور وہ پہلا شخص ہے جس نے فرضیت امامت علی کا اعلان کیا اور ان کے اعدار سے تبرا کیا۔ علی کے مخالفین کو برا کہتا تھا اور ان کو کافر قرار دیتا تھا"

الحاصل عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ فرضیت امامت علی کا اعلان ہوا۔ نہ تبرے بازی کی مجلس آراستہ و پیراستہ کی گئیں۔ اور نہ ہی وفاداران مصطفےٰ پر کفر کے گولے برسائے گئے۔ بلکہ ان تمام خرافات کا موجد عبداللہ ابن سبا تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ شیعت رسول کا لایا ہوا دین نہیں بلکہ عبداللہ ابن سبا یہودی کی اجتہادی کوششوں اور اسلام کو مٹانے کے لیئے اس کی ذہنی کوششوں کا نتیجہ عمل ہے۔

جب یہ بات طشت از بام ہوگئی کہ یہ دشمنان اسلام فی الواقع۔ اسلام کو تخریب سے ہمکنار کرنے کے لیئے ہی آئے دن نت نئی گیاں پیدا کئے رہتے ہیں تو آیئے ذرا اس کا جائزہ لیں کہ محرم الحرام میں کتنی غیر شرعی

باتوں کو پیدا کر کے صورت اسلام کو مسخ کرنے کی نازیبا حرکت کی؟ اور بنام حسینؑ انھوں نے کتنا وقار حسینؑ کو دھچکا پہنچایا!

شبیہ ذُوالجناح

لُغات عربیہ کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ شبیہ کا ماخذ شبہ ہے۔ امام راغب فرماتے ہیں۔

الشبہ والشبیہ حقیقتھا فی المماثلۃ من جھۃ الکیفیۃ کاللون والطعم، وکالعدالۃ والظلم (مفردات امام راغب ۲۵۴)

پس اس سے معلوم ہوا کہ مشابہت، تشابہ اور مشبہ وغیرہ شبہ سے ماخوذ ہے اور کسی چیز کا شبہ وہ ہے جو بلحاظ کیفیت اس کے مانند ہو۔ نیز ارشاد ربانی ہے جس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

"اور ان کا یہ کہنا کہ ہم نے عیسیٰ بن مریم رسول اللہ کو قتل کر دیا حالانکہ نہ انھیں قتل کیا اور نہ صلیب ہی دی گئی بلکہ وہ شبہ میں پڑ گئے (از سورۃ نسا ۱۵۶)

اب آپ غور فرمائیں کہ اصل کو چھوڑ کر سایہ کو پکڑنا یا سانپ کے گذر جانے کے بعد لکیر پیٹنا کہاں کی دانشمندی ہے۔ اسی شبیہ کے چکر میں پڑ کر ہر شیعہ چکر کھا رہا ہے۔ لیکن چشم مومن سے خون کے آنسو اس وقت ٹپکنے لگتے ہیں جب اس چکر میں کسی سنی مسلمان کو گرفتار پاتا ہے۔ حالانکہ یہ بات کتنی بدیہی ہے کہ جس چیز کے اصل ہونے میں شبہ ہے وہ واجب الاحترام کیونکر ہو سکتی ہے۔ یعنی جب ہم جانتے ہیں کہ یہ دُلدل وہ اصل وہی گھوڑا ہے۔ جو کل یکوں اور تانگوں میں جوتا جاتا ہے۔ تو اس کی تعظیم و توقیر کیوں کر قرین قیاس ہو سکتی ہے۔ — دُلدل فی الواقع کیا تھا۔ آیئے سب سے پہلے اسے سمجھ لیا جائے۔

(۱) دُلدُل اسم بغلۃ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلمؐ دُلدل حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے خچر کا نام تھا۔

(مجمع البحار ص۴۱۸)

(۲) دُلدُل بضم ہر دو دال خار پشت بزرگ نوعیت از جانور و نام استر سفید و بسیاہی مائل کہ حاکم اسکندریہ بحضرت پیغمبر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرستادہ و امیر المومنین علی بن ابی طالب بر آں سواری شدہ۔

منتخب اللغات ص۲۳۵ اور غیاث اللغات ص۱۷۸

(مجمع البحار ۴۱۸)

دُلدُل ہر دو دال کے پیش کے ساتھ بڑے خچر کو کہتے ہیں اور جانور کی ایک نوع ہے اور اس خچر سفید مائل بہ سیاہی کا نام ہے جسے حاکم اسکندریہ نے حضور علیہ السلام کو ہدیۃً پیش کیا تھا اور اس پر حضرت علی سوار ہوتے تھے

اب ناظرین غور فرمائیں کہ سرور کائنات اور مولا علی کی سواری جو کہ دُلدُل یعنی خچر تھی۔ اس کو شبیہ میں گھوڑا کیسے بنالیا۔ شاید کوئی کہہ بیٹھے کہ حضرت امام حسین کی سواری میں گھوڑا ہی تھا جب حضرت امام میدان کربلا میں جوہر شمشیر حیدری دکھلا رہے تھے تو جواباً ابن حمید ابن مسلم کی یہ روایت جو طبری میں بتمام دکمال درج ہے پیش کردی جائے گی۔

"اور آپ کے ساتھ ایک گھوڑا تھا۔ اس کا نام لاحق تھا اس گھوڑے پر حسین بن علی کو سوار کیا۔ جب دشمن آپہنچے تو آپ نے اپنی ناقہ کو طلب کیا اس پر سوار ہوئے۔" تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص۲۵۴، ۲۵۵

اس روایت نے بات بالکل واضح کردی کہ بوقت جنگ میدان کربلا میں سرکار حسین گھوڑے پر نہیں بلکہ ناقہ پر سوار تھے ——— دوسری جگہ یہی حمید بن مسلم روایت کرتے ہیں۔

"یہ کہہ کر آپ نے ناقہ کو بٹھا دیا۔ عقبہ بن سمعان کو حکم دیا انھوں نے ناقہ کو باندھ دیا۔ اب دشمنوں نے آپ پر حملہ شروع کیا۔"

(تاریخ طبری حصہ اول جلد دوم ص۲۵۶)

اب یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی کہ اس کے جائز ہونے کی کوئی صورت نہیں اول تو اس بیٹے کے لقق مطابق اصل ہی نہیں۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کیوں کہ حضرت

امام حسین کی سواری خچر تھی۔ بلکہ میدان کربلا میں اونٹ پہ سوار ہو کر آپ ہاتھ میں قرآن مجید لیکر حجت تمام کرنے کے لیئے دشمنان اہلبیت کے سامنے تشریف لے گئے تھے۔ کہ یہ دشمن دین دعقل کل روز قیامت یہ نہ کہدیں کہ ہم بھول میں تھے پس تعزیہ کی خچر یا اونٹ ہونا چاہیئے تھا حالانکہ ہمیشہ گھوڑا ہی نکلا جاتا ہے"۔

فیصلہ شرعیہ بر حرمت تعزیہ ۱۶

ان تمام علمی شہادتوں سے معلوم ہوا کہ میدان کارزار میں حضرت کے گھوڑے کی شبیہ کیسی؟ اور اگر یہ امر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ سیدنا حسین رض گھوڑے پر ہی سوار تھے تو کیا جس شان و شوکت اور سج دھج سے یہ شبیہ پیش کی جاتی ہے یہ مطابق اسپ حسین ہے؟ یعنی اس طور سے اس شبیہ کو کیا سیدنا حسین کے اس گھوڑے سے نسبت حاصل ہوگی جو حضرت کے زیر رکاب تھا؟ ہرگز نہیں اس لیئے کہ وہ عربی النسل اور یہ ہندوستانی ہونے کے ساتھ ساتھ "لنگوں اور بچوں میں سال بھر جُتنے والا۔ کوچوان کی مار اور ڈانٹ سے پروان چڑھنے والا۔ علاوہ ازیں شکل و شباہت کے لحاظ سے بھی زمین و آسمان کا فرق۔ آب و ہوا اور طبع کے لحاظ سے بھی غیر معمولی فرق دکھلی گی

ناظرین! "شبیہ ذوالجناح" (دُلدُل) آج سونے چاندی سے سجا دیکھا جاہ و جلال اور طمطراق کے ساتھ نکلتا ہے اس کو ذہن میں رکھیئے۔ اور پھر غور فرمایئے کہ آج ادھر یہ جوش و خروش اور چاندی کی چمک اور سونے کی دمک ہے۔ ادھر شہید کربلا کے جوان بھائی اور بیٹے میدان کارزار میں جام شہادت نوش فرما چکے۔ دوست و احباب ایک ایک کر کے کٹ گئے اور ہر ایک زخم مفارقت دیتا گیا۔ ننھے ننھے اور دودھ پیتے بچے تڑپ تڑپ کے خدا کے ہاں سدھارے اور ماسوا عابد بیمار اور عورتوں کے سرکار حسین تن تنہا رہ گئے ہیں۔ خدا کے سوا کوئی یار و مددگار نہیں۔ ہر طرف ہُو کا عالم ہے۔ وہ شیعان حیدر کرار جنھوں نے سیدنا حسین کو اپنی نصرت کے لیئے بلایا تھا دشمنان اہل بیت بن کر خون کے پیاسے بن چکے تھے اور تلواریں ہاتھ میں لیئے ہوئے ہیں جن سے اہل بیت رسول کا خون ٹپک رہا ہے۔ سروں پر شمشیریں چمک رہی ہیں جو نواسہ رسول اکرم کے خون سے اپنی پیاس بجھانا چاہتی ہیں۔

MRKB.UP

کیا ایسی حالت میں شہید نینوا اپنی سواری کو سرخ پوڈر میک اپ

اور سونے چاندی کے زیورات سے سجا کر نکلے ہوں گے؟ کیا اس وقت ان پر ایسی چھتری کا سایہ ہو گا۔ جس طرح آج ایک مرصع چھتری سے ان کی سواری کی شبیہ پر کیا جاتا ہے؟

اب آپ ہی غور فرما کر بتائیں کہ اس موجودہ "شبیہ ذوالجناح" کو سرکار حسین کے گھوڑے سے کیا نسبت حاصل ہے؟ محترم! وہ گھوڑا اور ہی رہا ہوگا جو حضور سیدنا حسین کے زیر رکاب تھا۔ اس "شبیہ ذوالجناح" کو مثل سواری حسین کہنا حسین کے اس مقدس گھوڑے کی توہین ہے جسے ایک محب اہل بیت گوارا نہیں کر سکتا۔

تعزیہ اور اُس کا شرعی حکم

اگر یہ مطابق اصل ہوتا یعنی مشابہ بجوازِ سرکار حسین ہوتا تو کوئی مضائقہ نہ تھا۔ مگر یہ نقل مطابق اصل نہیں۔ کیوں کہ اس کی متعدد صورتیں ہوتی ہیں۔ تو پھر یہ ساری شکلیں روضۂ انور سے کیوں کر مشابہ اور مماثل ہو سکتی ہیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اب جب کہ اس کے ہمراہ کثرت سے ناجائز چیزوں کو شامل کر لیا گیا ہے جیسا کہ آپ کو بتایا جائے گا تو پھر اس سے اجتناب ہر چیز لازمی و ضروری ہے۔ تاکہ بدعتیوں سے کسی طرح سے بھی مشابہت اور یگانگت نہ پیدا ہو سکے۔ تاکہ دوسرے مسلمان متعلقین کے اس قسم کی بدعت قبیحہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ باقی نہ رہے۔ فرمان نبویؐ ہے کہ:

اتقوا مواضع التھم۔ تہمت کی جگہوں سے بچو۔

اور بھی ارشاد عالی ہے:

من کان یومن باللہ والیوم الاخر فلا یقف مواقف التھم
جو اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ تہمت کی جگہ نہ بیٹھے۔

اور ظاہر ہے کہ تعزیہ بنانے اور گھر میں رکھنے سے خواہ مخواہ

دوسروں کو یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ کہیں یہ شخص آں بدعتی گروہ سے تو نہیں ہے جو وفاداران مصطفٰے پر تبرا کیا کرتا ہے جن کا قرآنی لقب صدیقین شہداء اور صالحین ہے۔ تحفہ اثنا عشریہ میں حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدّث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

"سہولہویں قسم یہ ہے کہ کسی چیز کی صورت کو بعینہٖ اصل چیز کا حکم دینا ـــــ اور شیعہ گروہ میں یہ وہم غالب ہے کہ حضرات حسنین و حضرت امیر و حضرت فاطمہ زہرا کی یہ قبروں کی صورت بناتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ یہ قبریں مصنوعی انوار الٰہی کی جگہ ہیں۔ ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں بلکہ ان کو سجدہ کرتے ہیں۔ فاتحہ پڑھتے ہیں اور درود و سلام بھیجتے ہیں۔ منقش گہوارلوں کو لے کر مجاوروں کی طرح ان کے ارد گرد گھومتے ہیں اور خوب شرک کی داد دیتے ہیں۔ عقل مند کے نزدیک بچوں کے کھیل اور ان کی ایسی حرکات میں کچھ فرق نہیں"

اس اصل صرف نقل روضۂ مطابق اصل میں کوئی شرعی قباحت نہ تھی۔ مگر اس کے ساتھ دیگر بدعات قبیحہ اور اعمال غیر شرعیہ کی آمیزش نے تعزیہ داری کو نہ صرف بچوں کا کھیل یا کارے مبنی بر جہالت بنا دیا بلکہ خلاف شرع کر کے مطلق حرام قرار دینے پر علمائے اسلام کو مجبور کیا

کون نہیں جانتا کہ علم کوئی بھی ہو اس کا حاصل کرنا جائز ہے لیکن بعض وقت اس سے چوں کہ مضر اور غیر اسلامی نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس کی تحصیل ممنوع قرار دے دی جاتی ہے۔ مثلاً علم سحر اور علم کہانت وغیرہ۔ اسی طرح محفل و مجلس اور لوگوں کا کسی خاص مقام پر مجتمع ہونا قطعی جائز ہے۔ مگر مجالس سینما و سرکس اور محافل تماشہ وغیرہ مخالفت شرعیہ پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔ بایں طور نفس تعزیہ یعنی نقل روضۂ مقدسہ جائز و روا ہے۔ لیکن اب بے

بناء بدعات وخرافات پر مشتمل ہونے کے سبب ناجائز و حرام ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی کہ آج کوئی ہندوستانی تعزیہ دار جس نے کربلائے معلیٰ کی مقدس اور متبرک سرزمین کی زیارت نہیں کی اور نہ خواب ہی میں شرف دیدار روضۂ حسین سے مشرف ہوا اس کا بنایا ہوا تعزیہ مطابق مزار اور مشابہ روضۂ انور کیسے ہو سکتا ہے؟ کیوں کہ ان دیکھی چیزوں کی نقل کا مطابق اصل یقینی طور پر ہونا محض وہم و جہالت ہے۔ اور یہ امر علماء اسلام کے نزدیک متفق علیہ ہے کہ اگر تعزیہ مشابہ مزار نہیں ہے تو پھر اس کا بنانا بھی جائز نہیں۔ چہ جائیکہ گھناؤنے روافض اور دشمنان قرآن و اہل بیت کو تقویت پہونچانا جائز ہو۔ معاذاللہ

تعزیہ اس لیئے بھی ناجائز ہے کہ شرک و کفر اور اولیاء اللہ کی مقدس اور منور قبروں کی توہین کا ذریعہ بنتا ہے۔ کیوں کہ بعض عقل سے پیدل حضرات اس کو سجدہ کرتے ہیں۔ حاجت روا اور مشکل کشا خیال کرتے ہیں اور بعینہٖ اولیاء اللہ کے قبور کے مثل اس کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں درود و سلام کے نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں اور جو اس کی تعظیم و توقیر نہ کرے اس سے لڑتے اور جھگڑتے ہیں۔

ذرا غور تو فرمایئے کہ کیا مسلمان انہیں افعال غیر شرعیہ اور بدعات سیئہ کے لیئے پیدا کیا گیا ہے؟ کیا وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ۝ (میں نے انس اور جن کو صرف عبادت کے لیئے پیدا کیا ہے) سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔؟ کیا مقصد حیات یہی ہے کہ پھونچی تعزیوں میں اولیاء اللہ کے وجود کا عقیدہ بنا کر اَلَا اِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ سے تمسخر کیا جائے؟۔ اور ان مقدس آپ ہستیوں کے مزارات کا مذاق عقیدت و محبت کی ٹٹی لگا کر اڑایا جائے۔؟ کیا حاصل زیست یہی مسئلہ ہے کہ بانس کی تیلیوں سے ساختہ تعزیہ پر مقدس جبین مومن جھکا کر اسلام کے تصور ازلی کو مجروح کیا جائے؟ کیا مسلمانوں کی یہ کج فہمی اور بے عملی اس کے خرمن حیات پر برق باریاں نہ کریں گی؟

میرے دوستو! پھر جمود و خوابیدگی کیوں طاری ہے؟ تم تو جگانے کے لیئے اور اقوام خوابیدہ کو بیدار کرنے کے لیئے نیز کارہائے رسالت اور ارشادات

سراپا رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی ترویج و اشاعت کے لیے پیدا کیے گئے تھے مگر افسوس تم خود خزانے بے رہے ہو۔ تم تو گلشن اسلام میں اپنا آشیانہ بنانے کے لیے پیدا کیے گئے تھے۔ لیکن صد افسوس خوف صیاد و خزاں نے تمہارے حوصلے توڑ دیے۔ تمہیں تو اس طرح ہونا چاہیے تھا کہ ؎

اِدھر تو صیاد کو یہ ضد ہے چمن میں کوئی قدم نہ رکھے
اِدھر ہمارے وہی ارادے بنائیں گلشن میں آشیانہ

شاید تم نے باعث فطرت، شاہکار قدرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو بھلا دیا۔ جاگ جاؤ، اٹھ بیٹھو، اب بھی سویرا ہے۔ چلو دنیائے توہم پرستی میں آگ لگا دیں۔ قدامت پرستی کا سہارا لے کر چمٹنے والی خرافات و بدعات کو جڑ سے اکھاڑ پھینک دیں۔ چاہے ہمیں موت کے دہانے پر کھڑا ہونا پڑے یا واقعہ حسین کو عملی طور پہ ہمارے ساتھ بھی دہرا دیا جائے۔ اور یقیناً حسین وہی ہے جو دنیائے فسق و فجور میں آگ لگا دے۔ اس لیے ہمارے عزائم بھی یہی ہونے چاہئیں کیوں کہ ؎

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

تعزیہ اس لیے بھی ناجائز و حرام ہے کہ اس میں فضول اور ناجائز طریقے پر مال کو ضائع کیا جاتا ہے۔ کیوں کہ جب یہ تعزیے نکلتے ہیں تو بڑی دھوم دھام سے تاشے باجے بجتے اور طرح طرح کی گرم بازاری کرتے نکلتے ہیں۔ نٹ کھٹ اور شوخ عورتوں کا پر سوز ہجوم اور شہوانی میلوں کی پوری رسوم اور اس کے ساتھ ساتھ یہ خیال کہ خود ساختہ اور بناوٹی جھوٹی تصویریں بعینہٖ اور اصلی شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کے جنازے ہیں۔ پھر کچھ لوٹ مار، نوچ اتار اور باقی توڑ تاڑ کر دفن کر دیے جاتے ہیں۔ اور اس طرح ایک طرف ناموس اہل بیت اور وقار شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم کا مذاق و تمسخر ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف ہر سال لاکھوں اور کروڑوں روپیہ غریب مسلمانوں کی جیب سے نکل کر زمین پر اپنی حماقت کے سبب دفن ہو جاتا ہے۔

کاش یہ روپیہ غربا پروری اور حصول بہشت کے لیے صرف ہوتا۔ کاش رضائے الٰہی

اور مرضی مصطفےٰ کو حاصل کرنے میں خرچ ہوتا۔ کاش مدارس اسلامیہ کو قائم اور دائم رکھنے میں خرچ ہوتا۔ کاش اسلامی کاروبار میں صرف ہوتا جو کہ خدائے ذوالجلال اور رسول پر جمال کی خوشنودی کا باعث ہوتا۔

مسلمانوں! ذرا مجھے بتاؤ کہ تم نے تعزیہ بناتے وقت کبھی یہ سوچا کہ شاید پڑوس میں کسی کے گھر آگ نہ جلی ہو۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی بھوکا پڑا ہو۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی پڑوسی شکار گردش دوراں اور محروم رحمت باراں ہو۔ نہیں تم نے ہرگز نہیں سوچا۔ اس لیے کہ اگر سوچتے تعزیہ بنا کر مسرف (بے جا خرچ کرنے والے) نہ بنتے بلکہ پہلی فرصت میں اس کی اعانت اور مدد کر کے عنداللہ وعندالرسول ماجور ہوتے ہیں۔

میرے مولا! کیا تاجدار دوعالمؐ نے مصائب و آلام اس لیے برداشت کیا کہ قوم مسلم حق و باطل میں امتیاز و فرق نہ کر سکے؟ کیا صدیق اکبرؓ نے منکرین زکوٰۃ کی دھجیاں اس لیے اڑائی تھیں کہ قوم فرضیت عبادت سے ناآشنا رہے؟ کیا فاروق اعظمؓ نے باغیان اسلام کی گردنیں اس لیے مروڑی تھیں کہ قوم احقاق حق اور ابطال باطل سے بچھڑ جائے؟ کیا عثمان ذوالنورینؓ نے مدینۃ الرسول میں خون بہانا اس لیے پسند نہ کیا تھا کہ دنیا کو چشم محبوب کو دل میں جگہ نہ دی جائے؟ کیا حیدر کرارؓ نے فقر و فاقہ کو گلے اس لیے لگایا تھا کہ قوم نفس پرستی میں مبتلا ہو جائے؟ کیا کربلا میں حسینؓ نے گردن اس لیے کٹوائی تھیں کہ قوم میں فسق و فجور سے نفرت نہ پیدا ہو؟ نہیں ہرگز نہیں، ان حضرات برگزیدہ نے اس لیے قربانیاں دیں کہ قوم حق کو حق اور باطل کو باطل سمجھے۔ حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھے اور پروانہ شمع رسالت بنی رہے۔

مہندی

اس کے بارے میں ایک شیعہ فاضل کے ایک اقتباس کو پیش کر دینا کافی سمجھتا ہوں جس میں اس نے حقیقت سے کام لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سہواً کبھی کبھی ان حضرات کے قلم سے بھی سچی بات نکل پڑتی ہے۔ چنانچہ فاضل رضی الرضوی بن سید علی الحائری شیعی لاہوری نے اپنی کتاب "الذبح" ص ۱۴ پر اس کی تشریح یوں کی ہے۔

"مہندی کی رسم بھی مذہب حق میں کوئی اصلیت نہیں رکھتی ہے کیونکہ
قاسم ابن حضرت امام حسن علیہ السلام کی رسم عروسی میں یہ مہندی کی رسم جاری
اور قائم کی گئی ہے۔ قرآن پاک یا کسی حدیث صحیح میں قطعاً اس کا ذکر تک
نہیں آیا ہے۔ نہ عقد عروسی قاسم ذکر کہیں کربلا کے مقتل میں چھپا وارد ہوا
ہے۔ علماء مجتہدین عراق و ہند کا اتفاق ہے کہ کربلا میں عروسی قاسم
کا کہیں ذکر نہیں تھا۔ پس شرع اسلام میں جس چیز کی کوئی بھی اصلیت
نہ ہو اس کو مذہب بنا لینا گناہ ہے"۔

ایک غیرت دار مسلمان کے لیے یہ چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کی بات ہے کہ اس مہندی کو شیعہ مولوی بھی گناہ، بے اصل اور خلاف قرآن و حدیث کہہ رہا ہے مگر ایک سنی ہے کہ ہر سال مہندی بناتا ہے۔ کھاتا ہے اور کتنے بچوں کو اکٹھا کرتا ہے۔۔ میرے دوستو! کہاں گئی تمہاری غیرت کہاں بیچ دیا اپنی حمیت دینی کو کیا یہ شرم کا مقام نہیں؟ کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں کہ تم تعزیہ داری کے شوق میں اتنا گر گئے کہ شیعہ بھی تم سے نفرت کرنے لگا۔ اور تم اس شیعہ فاضل کے نزدیک گنہگار، فاسق و فاجر ہو گئے۔

للہ خدا سے ڈرو، دامن رسول کو تھام کر اصحاب رسول کی زندگی کو اپناؤ، نیز حدیث ثقلین کے عملی نمونے بن جاؤ اگر تمہارے ایک ہاتھ میں دامن قرآن ہو تو دوسرے میں دامن اہل بیت اس لیے کہ کون نہیں جانتا کہ امہات المومنین حضرت علی حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین کی طہارت و پاکیزگی اور ان تمام حضرات کے محفوظ عن الخطا ہونے پر آیت تطہیر دلیل قطعی ہے اور جب تم ان حضرات برگزیدہ کا اتباع کروگے تو تمہاری زندگی ایک کامیاب زندگی ہوگی۔ اور پھر تمہارا حشر صدیقین یا شہداء یا صالحین کے ساتھ ہوگا اور یقیناً یہی دولت اخروی بھی ہے اور ذریعۂ نجات بھی۔

رونا اور ماتم!

کیا غم حسین میں رونا حرام ہے؟ آیئے اس بات کی تحقیق کی جائے

محترم رونا دو قسم کا ہوتا ہے۔

۱۔ فطری ۲۔ غیر فطری۔ اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ رونا

ایک قدرتی اور فطری امر ہے۔ بچہ جب پیدا ہوتا ہے۔ تب بھی روتا ہے اور جب وہی سفر آخرت اختیار کرتا ہے تو اس کے پس ماندگان روتے ہیں۔ مصائب و آلام کے پیہم حملے بھی رونے پر مجبور کر دیتے ہیں اور آل و اولاد کی کم ظرفی اور نالائقی بھی رُلا دیتی ہے۔ اور بعض دفعہ تو خوشی سے بھی آنکھیں پرنم ہو جاتی ہیں۔ لیکن یہی رونا جو کہ مطابق فطرت ہے جب ریا، دھوکہ اور فریب دہی کے لئے ہوتا ہے۔ تو غیر فطری ہو جاتا ہے۔ تب اس پر فطری رونے کے احکامات صادر نہیں کئے جا سکتے جیسا کہ قرآن پاک ذیل کی آیات میں اشارہ فرماتا ہے۔

وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً يَبْكُونَ (سورہ یوسف)

اور رات ہوتے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

اور بھی ارشاد فرماتا ہے:

وَقَالُوا لَا تَنفِرُوا فِي الْحَرِّ ۗ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا ۚ لَّوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ○ فَلْيَضْحَكُوا قَلِيلًا وَلْيَبْكُوا كَثِيرًا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (سورہ توبہ ع ۲۸۴)

اور بولے اس گرمی میں نہ نکلو تم فرماؤ جہنم کی آگ سب سے سخت گرم ہے۔ کسی طرح انہیں سمجھ ہوتی۔ تو انہیں چاہیئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ بدلہ اس کا جو کماتے تھے۔ سورہ توبہ ع ۲۸۴

آیت اول میں ایک جلیل القدر نبی کے صاحبزادوں اور ایک عظیم المرتبت نبی کے بھائیوں کا ذکر ہے کہ ان حضرات کا رونا دراصل فطری نہ تھا۔ ملاحظہ ہو حاشیہ مقبول ص ۴۷۷

آیت ثانی میں منافقین کو زیادہ رونے کے لیئے کہا گیا ہے تا کہ وہ اپنے عمل بد جو انھوں نے جہاد میں نہ شریک ہونے کے لیے کیا۔ اس کا خمیازہ بھگتیں۔ اس لیے کہ قرآن پاک میں کسی مومن کو یہ حکم نہیں دیا گیا کہ وہ ہر وقت روتا ہی رہے اور یاد الٰہی سے غافل ہو جائے۔

ذرا آپ اپنی روز مرہ کی زندگی پر ہی ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈ لیئے اور

غور فرمائیے کہ اگر آپ کا نورِ نظر لختِ جگر دن رات روتا ہی رہے تو کیا آپ یا آپ کا خاندان اسے اچھا اور خوب سیرت بچہ کہے گا؟ آپ کی رفیقۂ حیات جس کی محبت میں آپ گرفتار ہیں۔ اور حتی المقدور اس کی نازبرداری بھی کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر وہ ہر وقت رونی صورت بنا کر بیٹھی رہیں اور سیدھے منہ آپ سے بات بھی نہ کرے یا گفتگو سے پہلے ہمیشہ گریہ وزاری اور آہ و بکا شروع کر دے تو باوجود اس کے کہ آپ اس کی محبت میں سرشار رہیں اس سے نفرت کرنے پر مجبور ہوں گے۔ اس لیے کہ ہر وقت کا رونا غیر فطری ہوا کرتا ہے الحاصل فطری اور غیر فطری رونے میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

رونا قرآن کی روشنی میں!

قرآن میں جس رونے کی اجازت ہے۔ اس میں خشوع اور خضوع ہے۔ نہ کہ ریا، تصنع اور بناوٹ ——— اس سے پیشتر جو آیات میں نے پیش کی ہیں۔ وہ تصنع اور ندامت کے رونے سے متعلق تھیں۔ اور جو خشوع و خضوع سے متعلق ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

وَيَخِرُّونَ لِلْأَذْقَانِ يَبْكُونَ وَيَزِيدُهُمْ خُشُوعًا ۩ — اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا بڑھاتا ہے۔

[بنی اسرائیل]

اس لیے کہ جس رونے میں خشوع اور خضوع یا عاجزی و انکساری نہ ہو۔ وہ رونا کس کام کا؟ گویا وہ سجدے میں روتے ہیں مالکِ کون و مکاں اور خالقِ ہر دو جہاں کے حضور عجز و انکساری سے گریہ کر کے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں۔ انتہائے تذلل اور غایت خضوع کے ساتھ رب الارباب کی بارگاہ بے کس پناہ میں رحم کی بھیک مانگتے ہیں۔ اپنے کیے پر پچھتاتے ہیں۔ اور پھر اس طرح خشیتِ الٰہی قلوبِ مومنین میں استحکام اور فروغ پاتی ہیں۔

اب ذرا دیکھنا ہے کہ خداوند عالم کو کیا وہ رونا پسند ہے جو دنیا باذ اور بے صبری کے بطن سے پیدا ہوتا ہے؟ ارشاد ربانی ہے۔

وَبَشِّرِ الصَّابِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ

اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے وہ جنہیں کوئی مصیبت پہونچتی ہے وہ کہتے ہیں ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔

اور بھی ارشاد عالی ہے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ۔

اے لوگوں جو ایمان لائے ہو مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے

الحاصل قرآن کا مزاج یہ ہے کہ جب کسی مسلمان پر شدائد اور مظالم کی بارش ہو یا جب اس پر مصائب اور آلام کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں اور تکالیف کے بھنور میں پھنس کے رہ جائے تو اس وقت اس بندے کو صبر و شکر سے کام لینا چاہئے۔ نہ کہ غیر فطری اشکباریوں سے۔ صبر و استقامت اور نماز سے مدد مانگئے۔ نہ کہ وحدانیت کی ٹھاٹیں مارتا ہوا یہ کہئے کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے"

گویا مصائب کے پیہم حملے سے متاثر ہو کر دامن صبر و ضبط کو چھوڑنا یا مطلب براری کے لیئے غیر فطری رونا، غیر اللہ سے مدد مانگنے کو شرک سمجھ کر استعانت بالصبر والصلوۃ سے پرہیز و اجتناب کرنا مزاج قرآن کے خلاف ہے۔

رونا احادیث اہلسنت کی روشنی میں

مشکوۃ شریف اور دیگر کتب احادیث سے چند احادیث کے ترجمے نذر ناظرین کرتا ہوں۔

۱۔ وہ روایت ہے انس رضی سے کہ ہم رسول اکرم کے ساتھ تھے۔ ابی

من الایمان بمنزلة الراس	سر کے بجائے ہے جب سر کٹ جائے
من الجسد فاذا ذھب	تو جسم بیکار ہو جاتا ہے ، ایسے ہی
الجسد کذلك اذا ذھب الصبر	جب صبر چھوڑ دیا جائے ۔ ایمان جاتا
ذھب الایمان۔	رہتا ہے ۔
[اصول کافی ص۸۹]	(اصول کافی ص۸۹)

امام صاحب بھی صبر کی تلقین اور اس کے فضائل و مراتب کو بیان فرماتے ہیں گویا اس صبر کو چھوڑ کر گریہ و ماتم کرنا موصوف کے نزدیک زینۂ کفر ہے ۔ ورنہ کیوں فرماتے کہ " اذا ذھب الصبر ذھب الایمان یعنی جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے ۔ ذرا فخریہ کی حضرات بزبان امام صادق اس فرمان صادق کو سنیں اور صدق دل سے اسے قبول کریں مگر افسوس بلغض صدیق نے در صادق بھی چھڑوا دیا ۔

اب میں رسول خدا کی اس وصیت کو درج کرتا ہوں جو سیدۃ النساء حضرت فاطمہؓ زہرا سے کی تھی ۔

اے فاطمہ واضح ہو کہ پیغمبر کے لیئے گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے ۔ اور بال نہ نوچنے چاہئیں ۔ اور واویلا نہ کرنا لیکن وہ کہنا جو تیرے باپ نے اپنے بیٹے ابراہیم کے مرنے پر کہا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل غمگین ہے " اور میں نہیں کہتا کہ جو موجب غضب پروردگار ہو اور اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہناک ہوں ۔

[جلاء العیون اردو جلد اول ص۶۶]

نیز ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ!

حضرت رسول اکرمؐ نے وقت وفات جناب سیدہؑ سے
کہا۔ اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں اس وقت تم اپنے
بال میری مفارقت سے نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان
نہ کرنا۔ اور واویلا نہ کرنا اور مجھ پر نوحہ نہ کرنا اور
نوحہ کرنے والوں کو نہ بلانا۔

[جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۹۰]

مذکورہ بالا مبہم اور واضح حوالہ جات سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ بوقت مصیبت دامن صبر کو چھوڑنا ائمہ کے ارشادات کو ان سنی کرنے کے مرادف ہے۔

۲۔ جب صبر چھوڑ دیا جائے تو ایمان جاتا رہتا ہے۔ اس سے پتہ چلا کہ ماتم و نوحہ کرنیوالوں کا ایمان۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۳۔ گریبان چاک کرنا، بال نوچنا، واویلا کرنا، گیسو پریشان کرنا، نوحہ کرنا اور نوحہ کرنے والوں کو بلانا یہ سب خلاف مزاج شریعت الٰہی ہے۔

کتنے واضح انداز میں ائمہ عظام نے ماتم و نوحہ سے روکا ہے۔ اس کو جرم اور خلاف دین اسلام قرار دیا ہے۔ کیا میں نام نہاد شیعان حیدر کرار سے پوچھ سکتا ہوں کہ جناب والا نے یہ کیوں بھلا دیا کہ رسولؐ کی آخری نصیحت کیا تھی؟

پس تم لوگ فوج در فوج گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰۃ بھیجنا
اور سلام کہنا، اور مجھ کو نالہ و فریاد و گریہ و زاری سے آزار
نہ دینا۔ [جلاء العیون اردو جلد اول صفحہ ۸۸]

جس رسولؐ نے گریہ وزاری سے منع کیا ہو جس نے نالہ و فریاد سے اپنے اصحاب کو روکا ہو، جس رسول کو آہ و بکا اور ماتم و نوحہ سے دل آزاری ہوتی ہو، کیا اس رسولؐ کا نواسہ، کیا اس نبیؐ کا لاڈلا ان افعال غیر پسندیدہ کو محبوب رکھے گا۔ ہرگز نہیں۔ میرا ایمان ہے کہ جن باتوں کو حضور آیۂ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ناپسند فرمایا ہے حسینی جلال اس کو خاکستر کر دے گا۔ اس لیئے کہ جو بات مقبول بارگاہ نبوی نہیں وہ بات مقبول بارگاہ حسینی بھی نہیں ہو سکتی۔

جزع کی تعریف کرتے ہوئے امام باقر علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

عن جابر عن ابی جعفر قال قلت له ما الجزع قال اشد الجزع الصراخ بالویل والعویل ولطم الوجه والصدر وجزاء الشعر من النواصی ومن اقام النواحة فقد ترک الصبر واخذ فی غیر طریقة:

جابر کہتے ہیں میں نے امام باقر سے پوچھا جزع کیا ہے؟ فرمایا انتہائے جزع ویل عویل کی پکار کرنا منہ پر طمانچے مارنا، سینہ زنی کرنا بال نوچنا اور جس نے نوحہ و ماتم، کیا اس نے صبر چھوڑ دیا اور غیر شرعی کام کیا۔

معتبر ترین کتاب فروع کافی، جلد اول ص ۲۲۱

من جملہ احادیث شیعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ جس نے صبر کا دامن چھوڑ دیا، اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔

۲۔ گریبان چاک کرنا، بال نوچنا واویلا کرنا نوحہ کرنا بوقت وفات

نوحہ کرنے والوں کو بلانا، چہرہ پر طمانچے مارنا، سینہ زنی یعنی سینہ پر ہاتھ مارنا وغیرہ وغیرہ حرام اور خلاف شرع ہیں۔

مسئلہ رجال میں عقلی اور فطری پہلو اثباتت احادیث ارشادات ربانی اور اقوال معصومین شیعیان .... ہر پہلو سے رونے اور ماتم کی بالتفصیل وضاحت کر دی گئی ہے "عقل میدان را اشارہ کافی است" ماننا نہ ماننا آپ کا اپنا فعل ہے۔ جس کی بازپرس مسئلہ رجال کی موجودگی میں خدائے ذوالجلال کے حضور ہوگی ـــــ اس مقام پر پہونچ کر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اتمام حجت کے لیئے دو تین احادیث پیش کر کے روئے سخن کسی اور جانب کر لوں۔

سئل الصادق عن الصلاۃ فی القلنسوۃ السوداء فقال لاتصلّ فیھا فانھا لباس اھل النار وقال امیرالمؤمنینؑ فیما علما اصحابہ لاتلبس السواد فانہ لباس فرعون۔	امام صادقؑ سے کسی مومن نے پوچھا کہ کالی ٹوپی پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے کہ نہیں، امام نے فرمایا کہ کالے کپڑے پہن کر نماز نہ پڑھا کرو کیوں کہ یہ دوزخیوں کا لباس ہے۔ نیز فرمایا امیرالمومنینؑ نے سیاہ لباس نہ پہنا کرو یہ فرعون کا لباس ہے۔

(من لایحضرہ الفقیہ ط ۹۱ سطر ۱۷)

اس روایت میں دو ائمہ کے ارشاد گرامی ہیں!

اول: حضرت امام جعفر صادق علیہ الرحمہ کے نزدیک کالا کپڑا دوزخیوں کا لباس ہے!

دوم : حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک سیاہ لباس فرعونی لباس ہے

کیا نجفی حضرات نے ان ارشادات زریں کو بھلا دیا۔ میں معصومیت ساز کمپنی کے جنرل منیجر کو مخاطب کر کے یہ عرض کروں گا کہ اگرچہ یہ حدیث خود ساختہ اور آپ کی کمپنی کا شاہکار ہے۔ پھر بھی آپ اور دیگر ایران کمپنی کے لیے واجب العمل ہے۔ بایں سبب اگر ہم سیاہ لباس پہنیں تو کچھ حرج نہیں مگر جناب کیوں اپنے ڈھائے ہوئے معصومین کے فرمان سے بغاوت کر رہے ہیں :

۲۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
فرمود زنے را دیدم در صورت معراج کی رات ایک عورت کو
سگ و ملائکہ آتش در دبرش داخل جہنم میں دیکھا جس کی شکل کتے کی تھی
می کردند واز دہانش بیرون می آمد اور عذاب کے فرشتے اس کے
و ملائکہ گرزہا بر سر پچھلے راستے سے آگ داخل کر
گردنش را می زدند۔ فاطمہ صلوات رہے تھے۔ اور آگ کے شعلے اس
اللہ علیہا گفت اے پدرم ! خبر دہ بیچاری کے منہ سے نکل رہے تھے
کہ سیرت این زن چہ بود گفت اور فرشتے اس بدنصیب کو آہنی گرز
نوحہ کنندہ وحسود بود۔ سے سر پر اور گردن پر مار رہے

تھے۔ حضرت فاطمہؓ نے پوچھا۔ ابا جان یہ بدنصیب عورت کون سا گناہ کرتی تھی؟ آپ نے فرمایا وہ نوحہ اور ماتم کرتی تھی۔

حیات القلوب
جلد ۲۔ کتاب المعراج
صفحہ ۳۱۵ سطر ۲

اس سے ذیل کی باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ نوحہ و ماتم کی سزا جہنم ہے، جہاں پر ماتم کرنے والوں کو کتوں کی شکل بنایا جاتا ہے۔

۲۔ اس عورت کے پچھلے راستے سے آگ شاید اس لیئے داخل کی جارہی تھی۔ کہ اگر ماتم کرنے والا کوئی مرد آجائے تو یہ اسکے سزا یعنی برائے دخول آتش تعین مقام میں اختلاف نہ پیدا ہو۔ اور عورت و مرد کی سزا ساوی قرار پائے۔ واللہ اعلم بالصواب بہر حال ماتمی حضرات کے لیئے یہ لمحہ فکریہ ہے!!

کربلا اور ماتم و تعزیہ!!

قاضی شوستری (بابدال وائو بالف) اپنی کتاب ۔ مجالس المومنین میں رقمطراز ہیں:

دبا بلا تشیع اہل کوفہ حاجت

اقامت دلیل نہ دارد و سنی کوفیوں کو شیعہ ثابت کرنے کیلئے بودن کوفی الاصل خلاف اصل کسی دلیل کی حاجت نہیں بلکہ جو دمحتاج دلیل است گو ابو حنیفہ اصل کوفی ہے اس کا سنی ہونا خلاف کوفی باشند۔ اصل محتاج دلیل ہے گو ابو حنیفہ کوفی ہی کیوں نہ ہو۔

ان سطور مذکورہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ ہر کوفی شیعہ ہے۔ گویا

یہ دونوں قریب قریب مرادف ہے۔ اب تصویر کا دوسرا رُخ ملاحظہ فرمائیے یعنی حضرت مسلم کے ساتھ کوفیوں کا برتاؤ اس کا اندازہ جلاء العیون ص۵۲ اور ناسخ التواریخ جلد دوم کتاب ص۱۴۹ پر حضرت مسلم کے خط کے ان الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

وھو یقول لک ارجع فداک ابی وامی باھل بیتک ولا یغرنک اھل الکوفة فانھم اصحاب ابیک الذی تمنی فراقھم بالموت او القتل ان اھل الکوفة قد کذبوک ولیس لکذوب رای

میرے ماں باپ آپ پر نثار رہوں آپ مع اہل وعیال واپس تشریف لیجائیں اور کوفیوں کے دھوکہ میں نہ آئیں کیوں کہ یہ وہی ہیں جن سے آپ کے والد سخت پریشان رہتے ہیں اور ان کی موت اور قتل سے نجات چاہتے تھے انھوں نے آپ کی بیعت توڑ دی ہے اور جھوٹے پر کوئی بھروسہ نہیں۔

یہ مقام انتہائی حیرت انگیز ہے کہ حضرت مسلم کوفیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دھوکہ باز، دشمن علی، غدار، منفر برائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹے ہیں۔ اور نا خدائے کشتی شیعیت جناب شوستری کہتے ہیں کہ ہر کوفی شیعہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ہر شیعہ دھوکہ باز دشمن علی، غدار، منفر برائے حیدر، بیعت شکن، بے وفا اور جھوٹا ہے

اختصار مانع ہے ورنہ میں دکھا دیتا قاتلان حسین رضؓ کی چھپی ہوئی صورتوں کو لیکن اس مقام پہ مجھے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ آیا شہادت حسین

رضی اللہ عنہ کے بعد یہ ڈھونگ کس نے رچا۔ اور اس بدعت شنیعہ کو کس نے زندگی دی اور کن لوگوں کی گود میں یہ پرورش پاتی رہی۔۔۔؟

ناسخ التواریخ ص ۲۶۴ اور منتہی ص ۳۴۸ پر ایک مضمون لکھا ہے کہ قتل امام کے بعد جب اہل کوفہ رونے اور نوحہ کرنے لگے تو حضرت امام زین العابدین ان کی اس مکاری پر خاموش نہ رہ سکے اور فرمایا تبکون من اجلنا فمن الذی قتلنا یعنی رونے والوں بتاؤ کہ ہمارا قاتل بھلا کون ہے یعنی خود ہی تم نے قتل کیا اور آپ ہی نوحہ و ماتم شروع کر دیا۔ یہیں تک نہیں حضرت سیدہ ام کلثوم نے محمل سے سر نکالا۔ اور نوحہ کرنے والوں سے کہا تمہارے ہی مردوں نے تو ہمیں قتل کیا ہے۔

مہ یا اھل الکوفۃ تقتلنا رجالکم وتبکینا نساءکم فالحاکم بیننا وبینکم اللہ یوم الفصل القضایا۔

اے کوفہ والو چپ رہو تمہاری عورتیں نوحہ کر رہی ہیں حالانکہ تمہارے مردوں نے مجھ کو قتل کیا۔ پس ہمارے اور تمہارے درمیان قیامت میں اللہ تعالیٰ ہی فیصلہ کریگا۔

امام عالی مقام حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت سیدہ زینب نے ارشاد فرمایا۔

یا اھل الکوفۃ اتبکون وتنتحبون ای واللہ فابکوا کثیرا واضحکوا قلیلا۔

اے اہل کوفہ اب تم نوحہ گریہ و زاری کرتے ہو خدا کرے تمہاری قسمت میں رونا بہت اور ہنسنا کم ہو۔

اہل کوفہ (بقول شوشتری صاحب شیعوں) سے اہل بیت کرام کی برگشتگی

کا ذکر مختصر میں نے کر دیا ضرورت پڑنے پر روایات کا انبار پیش کر دوں گا۔ بتوفیق اللہ تعالیٰ دعونہ۔

اس مختصر سی گفتگو نے دو جماعتوں کا تعارف کرا دیا ایک وہ جماعت جس نے حضرت امام حسینؓ اور ان کے اہل بیت کو شہید کرنے کے بعد ماتم و نوحہ کرنے لگے۔ دوسری وہ جماعت جس نے ہمیشہ ان ماتم اور نوحہ کرنے والوں کو برا اور قاتل سمجھا۔ الحاصل ماتم و نوحہ کرنا قاتلان حسین کی سنت ہے۔ اور ماتم و نوحہ سے پرہیز و اجتناب کرنا اہلبیت کی سنت ہے۔ اب جس کو جو پسند اور مرغوب ہوگا۔ وہ اس کی سنت پر عمل کرے گا۔

فیصلہ شرعیہ کے ص۵۴۳ پر اس کی مزید تصریح یوں کی گئی ہے کہ:-

مختار ثقفی پہلی صدی کا ایک مشہور شخص ہے جو کہ شیعہ اور دشمن اہل بیت تھا (جلاء العیون ص۴۲۵) جب اس دشمن اہلبیت نے کوفہ پر اپنا پورا تسلط جما لیا تو علی الاعلان کوفہ میں رسم ماتم کو جاری کیا اور بنام تابوت سکینہ حضرت علیؓ کی کرسی نکالی۔ اور بڑے دھوم دھام سے اس کی پرستش کی۔ حالانکہ یہ کرسی حضرت علیؓ کی نہ تھی بلکہ کسی دوکاندار اور روغن فروش کی تھی۔ جسے طفیل بن جعدہ نے چرا کر مختار ثقفی کو اس کام کے لئے دیا تھا [تحفہ اثنا عشریہ]

علامہ شہرستانی نے لکھا ہے کہ وہ کرسی پرانی تھی مختار ثقفی نے اس پر ریشمی غلاف چڑھا کر اسے خوب آراستہ کر کے یہ ظاہر کیا کہ حضرت

عرش کے توشہ خانہ میں سے ہے۔ [الملل والنحل] پھر معز الدولہ جو کہ ایک عباسی خلیفہ کا وزیر تھا اور سخت متعصب شیعہ تھا اور سنہ ۳۵۲ھ میں شہادت امام مظلوم کی یادگار منانے کے لیئے یوم عاشورہ مقرر کر دیا۔ اس کے تعصب کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ شیعوں نے جب ۳۵۱ھ میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر بعض صحابہ کرام کی ذات اقدس پر لعن آلفاظ لکھوا دیئے اور جب رات کو کسی نے مٹا دیئے تو پھر معز الدولہ نے کھلم کھلا لعن الفاظ لکھوا دیئے۔ [تاریخ الخلفاء] اور ۱۸ ذی الحجہ کو نہایت دھوم دھام سے عید غدیر منانے کا حکم صادر کیا۔ چنانچہ عید غدیر منائی گئی۔ اور ساتھ ساتھ خوب باجے بجوائے گئے۔ پھر اس کے بعد ۳۵۲ھ کو خاص عاشورہ محرم کو حکم عام دیا کہ غم حسین میں دوکانیں بند کر دیں کھانے نہ پکائیں۔ خرید و فروخت نہ کریں۔ بالکل ہڑتال کر دیں۔ با آواز بلند واویلا کریں۔ سوگ کے لباس پہنے۔ عورتیں بال کھولے ہوئے منہ پر طمانچے مارتی ہوئی، خاک ملتی ہوئی گریباں چاک کرتی ہوئی شارع عام پر نکلیں چونکہ اس وقت اہل تشیع کا وہاں زور تھا۔ اسلیئے اہل سنت وجماعت مقابلہ کرنے پر قادر نہ تھے۔ لوگوں نے معز الدولہ کے حکم کی تعمیل کی۔ بعد میں اس وجہ سے شیعی سنی کے درمیان بڑا فساد ہوا۔ اور لوٹ مار تک نوبت پہونچ گئی۔ ملاحظہ ہو تاریخ ابن خلدون جلد سوم ص۴۲۵ بیان الامراء ترجمہ تاریخ الخلفاء ص۲۰۳ کامل ابن اثیر جلد دوم ص۱۹۷

بات صاف ہے کہ ماتم و تعزیہ وغیرہ محرم میں خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ لیکن ان کا تعلق نہ قرآن سے ہے نہ حدیث سے اور نہ ہی آثار

صحابہ اور اقوال رسول سے بلکہ یہ خالص غداران اہلبیت رسولؐ اور قاتلان فرزندان علیؓ کی سنت وایجاد ہے۔ میں آپ کو بتا چکا ہوں کہ سب سے پہلے کوفیوں یعنی شیعوں نے ماتم ونوحہ شروع کیا۔ پھر مختار ثقفی نے اس میں تعزیہ وتابوت سکینہ کا اضافہ کیا۔ پھر معز الدولہ نے ان خرافات کو مزید فروغ دیا ـــــــ ناظرین اب آپ غور فرمائیں کیا ماتم کی ایجاد کرنیوالے کون تھے؟ ماتم اور تعزیہ کو ترقی دینے والے کون تھے ان دونوں سوالوں کا جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے کہ دشمنان حسینؓ ـــــــ اس کے برعکس ماتم وتعزیہ سے روکنے والے کون تھے؟ تعزیہ دار کو برا سمجھنے والے کون تھے؟ اس کا بھی مختصر ترین جواب صرف دو لفظوں میں یہ ہے کہ اہل بیت رسولؐ ـــــــ گویا دو راستے ہیں۔ ایک راستہ ہے قاتلان حسینؓ کا جہاں ماتم وتعزیہ ہے۔ دوسرا راستہ اہل بیت رسولؐ کا ہے جہاں یہ سب خرافات نہیں ہیں اب آپ کو اختیار ہے خواہ اس راستے پر چلئے جس پر قاتلان حسین چلے خواہ اس راستے پر چلئے جس پر اہل بیت رسول چلے۔

اب میں چاہتا ہوں کہ اس مضمون کا سلسلہ ایک شیعہ فاضل اور ایک سنی مجدد کے ایک ایک اقتباس کو سپرد قلم کر کے ختم کردوں اس لیئے پہلے ملاحظہ فرمایئے۔ الذبیح ص ۱۲/۱۶ مصنفہ سید محمد رضی الرضوی القمی بن علامہ سید علی الحائری شیعی صاحب تفسیر لوامع التنزیل میں عنوان "اصلاح مراسم تعزیہ داری" کے تحت یوں لکھتے ہیں۔

"تعزیہ داری کی موجودہ رسوم جو خلاف مشرع
ہیں قابل اصلاح ہیں مثلاً۔ ذوالجناح اور تعزیہ کے ہمراہ
طوائف کا ہمراہ ہونا اور نامحرموں کے سامنے مرثیہ پڑھنا بعض نوجوانوں
کا سوٹ بوٹ پہن کر ٹائیاں لگا کر اور شب عاشورہ داڑھیاں منڈوا
کر ذوالجناح کے ہمراہ ہونا۔ ذوالجناح کے نیچے بچوں کو لٹانا ان کے
سر ان چھدوانا، ان پر عرضیاں باندھنا ان کے نیچے بکرے اور
مرغ ذبح کرنا ذوالجناح (حیوان) کا پس خوردہ دودھ تبرکاً اشرف
المخلوقات انسان کو پلانا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب باتیں ایسی ہیں جنکی
کوئی بھی مذہب میں اصلیت نہیں ہے۔ نہ قرآن و حدیث میں
ان کا ذکر آیا ہے۔ عوام الناس نے خواہ مخواہ آہستہ آہستہ ان باتوں
کو مذہب بنالیا ہے۔ اور جس امر کا مذہب میں کوئی حکم نہ ہو ظاہر
ہے۔ وہ ایک لغو فعل ہے اور مذکورہ باتوں میں تو بعض باتیں حرام
اور گناہ کبیرہ ہیں۔ ان کو فوراً ترک کر دینا چاہیئے۔"

عزیزو! یہی وہ بدعتیں ہیں جن کے باعث ہمارے
مذہبی پیشوا روز عاشورہ تعزیہ اور ذوالجناح کے ہمراہ جانے
سے احتراز کرتے ہیں۔ خاص کر حجۃ الاسلام سرکار شریعتمدار علامہ
حائری مجتہد العصر دام ظلہ کو ذوالجناح کے ہمراہ جاتے کبھی کسی نے
نہیں دیکھا...... افسوس ہے کہ عاشورہ کو جن اعمال کے کرنے
کا حکم مذہب حق نے دیا ہے بہت کم اس کی تعمیل کی جاتی ہے سید
الشہداء علیہ السلام نے تو عین ظہر روز عاشورہ کو خاص بوقت شہادت

بھی ایسی سخت مصیبت کے وقت نماز کو ادا کر کے قوم کو تعلیم دی ہے کہ نماز جیسی ضروری عبادت مفترضہ کسی وقت میں کسی طرح بھی ترک نہیں کی جا سکتی مگر بعض عزاداران کا یہ حال ہے کہ وہ عاشورہ کے روز بھی نماز نہیں پڑھتے۔ اور بھی طرح وہ اس روز کے اپنے اعمال کو باطل کر دیتے ہیں [اسی کتاب کے ص ۱۹ پر] بس دانشمندی یہی ہے کہ مومنین تعزیہ داری میں افراط و تفریط کے دونوں پہلوؤں کو چھوڑ دیں جن کی کوئی بھی اصلیت مذہب حق میں نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔ آگے چل کے لکھتے ہیں ۔۔۔۔ عوام الناس کا اپنے خیال اور اپنے قیاس سے کسی چیز کو اچھا باز نیت اسلام کا موجب اور ترقی مذہب کا باعث سمجھ لینا اور اسکو مذہب میں داخل کرنا مذہبؐ کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا " ۔۔۔ اب شاید ہی کوئی نصیب کا مارا ہو جو مروجہ تعزیہ داری کو جائز و روا اقرار دے بدعات محرم کے سلسلہ میں رضی الرضوی صاحب کی جملہ شکایات مذکورہ بالکل صحیح اور درست ہے اور شیعوں کی بدعملی کا نقشہ مختصراً انھوں نے جو پیش کیا ہے وہ بھی کیا ہے ۔ یہی شکایات بانداز دگر امام اہلسنت مجدد ملت اعلیٰ حضرت مولٰنا احمد رضا خانصاحب بریلوی نور اللہ مرقدہٗ کو بھی ہے ۔ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں ــــــ

" تعزیہ میں اگر اہل اسلام ارواح طیبہ حضرات شہدائے کرام کے لیئے ایصال ثواب پر اکتفا کرتے تو کس قدر مرغوب

مرغوب تھا۔ مگر اب تو وہ طریقہ نامرضیہ [جو ہزاروں خرافات پر مشتمل ہوتا ہے] کا نام ہے جو قطعاً بدعت اور ناجائز وحرام ہے۔ اسی طرح نقل روضۂ حضرت امام حسین اپنے گھر میں بطور تبرک وزیارت رکھنا اور اس کی اشاعت کرنا اور تضیع الم و نوحہ خوانی اور دیگر بدعات شرعیہ سے اجتناب کرنا کسی حد تک جائز تھا۔ مگر اب جبکہ اس نقل کے ساتھ اہل بدعت وہ سب خرافات کرتے ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا اس نقل سے بھی پرہیز کرنا چاہیے تاکہ اہل بدعت کے ساتھ اس ناجائز بات میں مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ایسی خرافات اور بدعات میں مبتلا ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ لہذا بغرض برکت روضۂ انور حضرت امام حسین کا کاغذ پر صحیح نقشہ بنالے اور تبرکاً رکھے جیسا کہ حرمین شریفین سے کعبۂ معظمہ اور مدینہ طیبہ اور روضۂ عالیہ وغیرہ کے نقشے آتے ہیں۔"

الحاصل امام احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مروجہ تعزیہ داری بدعت طریقہ نامرضیہ یعنی محض خرافات ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں آخری خط کشیدہ جملوں سے یہ امر واضح ہوگیا کہ اگر کاغذ پر قلم یا پنسل سے روضہ کا نقشہ بنایا جائے اور وہ بھی صحیح صحیح تو کچھ حرج نہیں۔ لیکن ہاں یہ نقشہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حرمین شریف سے کعبہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے نقشے آتے ہیں۔ یہی وہ صورت ہے جو

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے نزدیک مُباح اور جائز ہے۔ اب دیدہ بینیں سینوں کے لیئے راز کے کھلے ہیں کہ کون امیر احمد رضا ہے اور کون نہیں ہے۔؟

سلف صالحین کے زرّین ارشاداتؒ

۱۔ حضرت غوث الثقلین پیر دستگیر سید عبدالقادر جیلانی حسنی الحسینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بروایت معاذ بن جبل و حضرات انس رضی اللہ عنہما اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۱۷۹ پر بایں طور حدیث نقل کی ہے جسکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی جو میرے اصحاب کی تنقیص شان کریں گے پس تم ان کی مجلس میں نہ بیٹھو نہ ان کے ساتھ ملکر کھاؤ پیو۔ نہ ان سے رشتہ بندی کرو نہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھو" ____ اس سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں روافض نہ تھے بلکہ یہ بعد کی پیداوار ہیں

۲۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ علیہ مکتوب جلد اول حصہ دوم ص ۵۴ پر ارشاد فرماتے ہیں کہ "بدعتی کی صحبت کا فساد کافر کی صحبت سے زیادہ موثر ہوتا ہے۔ اور بدترین گمراہ فرقہ شیعہ ہے"

۳۔ حضرت مجدد احمد رضا خان صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۰۸-۲۰۹ پر اس سوال کے جواب میں کسی صاحب میں یہ بات ہے کہ وہ ایک رافضی سے بے تکلیف ہے کہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے

ہیں اور مسجد میں باہم دونوں کے مذاق بے تکلفانہ اور مضحکانہ ہوا کرتے ہیں۔ مجدد موصوف جواب مرحمت فرماتے ہیں "روافض زمانہ علی العموم کفار و مرتد ہیں کما حققنا فی رد الرفضۃ اور مرتدین سے میل جول حرام اور مسجد میں ایسا مذاق سنی صحیح العقیدہ سے بھی حرام۔ لاجرم شخص مذکور سخت فاسق و فاجر مرتکب کبائر ہے۔ اور اس کی امامت ممنوع ہے اور اسے امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ"

الحاصل اگر کوئی سنی صحیح العقیدہ ہو مگر رافضیوں سے میل جول رکھتا ہو۔ ان کے ساتھ کھانا پینا ہو۔ نیز باہم ہنسی مذاق کرتا ہو تو ایسے سنی صحیح العقیدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں "شخص مذکور سخت فاسق و فاجر، مرتکب کبائر ہے۔ اور اس کی امامت ممنوع ہے۔ اور اسے امام بنانا حرام اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ"

۴۔ حضرت خواجہ تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ فرقہ روافض اپنے اعمال و اقوال کو مطابق نص قطعی و حدیث نبوی علیہ التحیۃ والثناء کے شمار کرتے ہیں مگر ان کا یہ زعم باطل ہے"

۵۔ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد سوم ص۲۶۳ پر ہے کہ "جو حضرات شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو معاذ اللہ برا کہے کافر ہے اور اگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضرت صدیق اکبر

رضی اللہ عنہ سے افضل بتائے تو کافر نہ ہوگا مگر گمراہ ہے۔"

اور یہی مضمون تقریباً فقہ کی ہر کتاب میں موجود ہے۔ مثلاً فتاویٰ ظہیریہ، مستخلص الحقائق، طحطاوی علی مراقی الفلاح، فتاویٰ خیریہ، غنیہ شرح منیہ، کفایہ شرح ہدایہ، مجمع الانہر وغیرہ

فقط

خاکپائے اہلبیت

سید محمد ہاشمی حسنی الحسینی کچھوچھوی

۱۵ر اگست ۱۹۶۷ء

ہمارے اسٹاکسٹ!!

• مکتبہ انوار المصطفیٰ مقام محمود درگاہ حضرت حاجی صاحب قبلہ محلہ ورنگل شیر پورہ

• مکتبہ الحبیب ۱۴۰ - اتر سوئیا الہ آباد ۳

• اعجاز بکڈپو ۲ ناخدا مسجد گیٹ ۲ نمبر ذکریا اسٹریٹ کلکتہ ۷۳

• حبیبی کتاب گھر نگا محلہ جبدرک اڑیسہ ۷۵۶۱۰

• جنید بکڈپو گوہیا دہ ضلع الیراڑیسہ • مکتبہ لطیفیہ جامعہ عربیہ سلطان پور ناگپور ۲

• حق اکیڈمی مبارکپور اعظم گڑھ یوپی

• نظامی کتابستان ۲۲۳ نخاس کہنہ الہ آباد • مکتبہ استقامت ۳۲ بی بلی بازار کانپور

... قلم روکتے ہو زبان کاٹتے ہو!!

اس جمہوری دور میں لوگوں کو اپنے مشن کی تبلیغ، اپنی ملت کی اصلاح اور اپنے معاشرے کے سدھار کا پورا حق دیا گیا ہے لیکن بعض لوگ اس حق کو ہم سے چھیننا چاہتے ہیں۔ اور اتفاق سے وہ اپنے کو مسلمان بھی کہتے ہیں۔

کل کی بات ہے کہ "رسالہ" رسومات محرم اور تعزیہ بزرگان دین کی نظر میں" [جس سے ہزاروں اہل سنت کی اصلاح ہوئی] ضبط کرادیا گیا اور ضبطی کی وجہ یہ بتائی گئی کہ اس سے شیعوں کی دل آزاری ہوتی ہے —— غالباً یہ دل آزاری اس لیے ہوئی ہے کہ اس رسالہ میں اہل بیت کرام کے مناقب ہیں تو خلفائے راشدین کے فضائل بھی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کیا ہم اپنے صحابہ اور خلفاء کے فضائل بیان نہ کریں۔ ان کا نام لینا بند، ان سے اپنی عقیدت کا رشتہ منقطع کر دیں؟ ـ مگر یہ اس

وقت ہو سکتا ہے جب روح ہمارے جسم سے نکل جائے ۔ زبانیں ہمارے منہ سے تراش لی جائیں اور قلم ہمارے ہاتھ سے لیکر توڑ دیئے جائیں ۔

بھئی ہم مظلوم ہیں ۔ ہمیں نہ چھیڑو جیو اور جینے دو ۔ ہم تمہارے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تم ہمارے بزرگوں کی تعریف کرو ، تعریف نہیں کرتے تو تذلیل بھی نہ کرو اور یہ بھی نہیں کرسکتے تو ہمیں تو تعریف کرنے دو دیکھو یہ تمہارے ظلم کی انتہا ہے ۔

ہم اپنے بزرگوں کی تعریف کرتے ہیں تو تمہاری دل آزاری ہوتی ہے اور تم ہمارے بزرگوں کی برائی کرتے ہو تو کیا سمجھتے ہو ؟ ہمیں خوشی ہوتی ہے ؟ دیکھو یہ ہمارے صبر کی انتہا ہے ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝

اقبال احمد

ناظم نشر و اشاعت ۔ ۱۵ اپریل ۶۵ء

الانوار المصطفیٰ کی مطبوعات

* ۔ معجزات النبی * تبلیغی جماعت کی ایجنٹ بریگیڈ
امام احمد رضا اور اردو تراجم قرآن کا تقابلی مطالعہ
* ۔ حقیقت نور محمدی
* ۔ رسومات محرم اور تعزیہ
* ۔ حقیقت فاتحہ * آئینہ مودودیت
* ۔ حقیقت وہابیہ * عقیدۂ رسالت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محرم اور تعزیہ

[ارشادات امام اہلسنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی]

شادی بیاہ اور ماہِ محرم

۱۱ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفۃ المرسلین مسائل ذیل میں :۔

۱۔ بعض سنت جماعت عشرۂ محرم میں نہ تو دن بھر روٹی پکاتے اور نہ جھاڑو دیتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔

۲۔ ان دس دنوں میں کپڑے نہیں اتارتے۔

۳۔ ماہِ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے۔

۴۔ ان ایام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے — یہ امور جائز ہیں یا ناجائز؟

جواب میں اعلیٰ حضرت ارشاد فرماتے ہیں :۔

پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے۔ ہر مہینہ میں ہر تاریخ پر ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم احکام شریعت حصہ اول ص۹۰ مطبوعہ ابوالعلائی پریس [آگرہ]

محفلِ میلاد اور ذکرِ شہادت کسی نے سوال کیا کہ مجلس میلاد شریف میں بیان مولود شریف کے ساتھ ذکرِ شہادت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور واقعات کربلا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ علمائے کرام مجلس میلاد شریف میں ذکرِ شہادت سے منع فرمایا ہے کہ وہ مجلس سرور ہے ذکرِ حزن مناسب نہیں کما فی مجمع البحار واللہ تعالیٰ اعلم۔

[احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۷۱]

مجلس اور مرثیہ سننا کسی نے دریافت کیا کہ رافضیوں کی مجلس میں مسلمانوں کا جانا اور مرثیہ سننا۔ ان کی نیاز کی چیز لینا خصوصاً آٹھویں محرم کو جب کہ ان کے یہاں حاضری ہوتی ہے۔ کھانا جائز ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے فرمایا مجلس میں جانا اور مرثیہ سننا حرام ہے ان کی نیاز کی چیز نہ لی جائے ان کی نیاز نیاز نہیں اور وہ غالباً نجاست سے خالی نہیں ہوتی کم از کم ان کے ناپاک "قلتین" کا پانی ضرور ہوتا ہے۔ اور وہ حاضری سخت ملعون ہے اور اس میں شرکت موجب لعنت [احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۸۹]

سبز اور سیاہ کپڑے پہننا محرم میں بعض مسلمان ہرے رنگ کے کپڑے پہنتے ہیں۔ اور سیاہ کپڑوں کی بابت کیا حکم ہے؟

حضرت مجدد ملت نے جواب دیا! محرم میں سیاہ اور سبز کپڑے علامت سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے خصوصاً سیاہ کہ شعار رافضیاں لئام ہے۔ [ایضاً]

چھتوں پر سے روٹی پھینکنا آج کل (عشرہ کے دن) لوگ خیر خیرات اس قسم کی کرتے ہیں کہ چھتوں اور کوٹھوں پر سے روٹیاں اور روٹیوں کے ٹکڑے بسکٹ وغیرہ پھینکتے ہیں اور صدہا آدمی ان کو لوٹتے ہیں۔ ایک کے اوپر ایک گرتا ہے بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ روٹیاں زمین میں گر کر پاؤں سے روند جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات غلیظ نالیوں میں بھی گرتی ہیں اور رزق کی سخت بے ادبی ہوتی ہے اور یہی حال [سبیل] شربت کا ہے اوپر سے آب خوروں میں وہ لوٹ مچائی جاتی ہے کہ آدھا آب خورہ بھی شربت کا نہیں رہتا اور تمام شربت گر کر زمین پر بہتا ہے ایسی خیر خیرات اور لنگر جائز ہے یا بوجہ رزق کی بے ادبی کے گناہ ہے؟

جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

یہ خیرات نہیں، شرور و سیئات ہے۔ نہ ارادہ کو وجہ اللہ کی یہ صورت ہے بلکہ ناموری اور دکھاوے کی، اور وہ حرام ہے اور رزق کی بے ادبی اور شربت کا ضائع کرنا گناہ ہے [احکام شریعت حصہ اول ص ۲۰]

تعزیہ دیکھنا بھی جائز نہیں کسی نے سوال کیا کہ تعزیہ داری نہیں لہو ولعب یعنی کھیل تماشہ سمجھ کر جائے تو کیسا ہے؟ اعلیٰ حضرت نے جواب میں فرمایا۔ نہیں چاہیئے۔ ناجائز کام میں جس طرح جان مال سے مدد کرے گا۔ یوں ہی سواد بڑھا کر بھی مددگار ہوگا۔ ناجائز بات کا تماشہ دیکھنا بھی ناجائز ہے۔ (الملفوظ حصہ دوم ص ۹۶ مطبوعہ حسینی پریس بریلی)

علم تعزیہ اور براق بدعت ہیں مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں کہ علم تعزیہ براق مہدی یہ سب جو رائج ہیں کل کے کل بدعت ہیں اور بدعت سے کبھی شوکت اسلام نہیں ہوتی اور تعزیہ کو حاجت روا سمجھنا جہالت ہے اور اس سے منت ماننا حماقت ہے۔ اور تعزیہ داری نہ کرنے کو باعث نقصان سمجھنا زنانہ وہم ہے اس لیئے مسلمانوں کو ایسے حرکات وخیالات سے باز رہنا چاہیئے ص ۲۰ [اسلام اور تعزیہ داری]

سیدہ فاطمہ رض کی التجا کسی نے سوال کیا کہ خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی نسبت یہ بیان کرنا کہ روز حشر وہ برہنہ سر و پا ظاہر ہونگی اور امام حسین و امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے خون آلود اور زہر آلود کپڑے کاندھے پر ڈالے ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دندانِ مبارک جو جنگ احد میں شہید کیا گیا تھا ہاتھ میں لیئے ہوئے بارگاہ الٰہی میں

حاضر ہوں گی اور عرش کا پایہ پکڑ کر چلائیں گی اور خون کے معاوضہ میں امتِ عاصی کو بخشوائیں گی۔ یہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب میں امام اہلسنت قُدِّسَ سِرُّہُ العزیز نے فرمایا:

یہ سب جھوٹ افترا کذب گستاخی اور بے ادبی ہے۔ جمیع اولین و آخرین میں ان کا برہنہ سر تشریف لانا جن کو برہنہ سر کبھی آفتاب نے بھی نہ دیکھا وہ کہ جب صراط پر گذر فرمائیں گی۔ زیرِ عرش سے منادی ندا کرے گا۔ اے اہلِ محشر اپنا سر جھکا لو اور اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہ بنت محمد صراط پر گذر فرماتی ہیں۔ پھر وہ نورِ الٰہی ایک برق کی طرح ستر ہزار حوریں جلو میں لئے ہوئے گذر فرمائے گا واللہ تعالیٰ اعلم۔

[احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۱۰-۱۱]

روافض سے ملنا جلنا

ایک شخص نے دریافت کیا کہ اہل سنت وجماعت کو رافضیوں سے ملنا جلنا کھانا پینا اور سودا سلف خریدنا جائز ہے یا نہیں؟ اور جو شخص سنی رہ کر ایسا کرتا ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم آیا ہے وہ شخص دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج ہے یا نہیں؟

اعلیٰ حضرت نور اللہ مرقدہ نے ارشاد فرمایا:

روافضِ زمانہ علی العموم مرتد ہیں۔ کما بیّناہ فی رد الرفضۃ ان سے کوئی معاملہ اہل اسلام کا سا کرنا حلال نہیں، ان سے میل جول نشست و برخاست سلام کلام کرنا سب حرام ہے قال اللہ تعالیٰ وامّا ینسینّک الشیطٰن فلا اور اگر بھلا دے تجھ کو شیطان تو مت

تعقد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔ بیٹھ یاد آجانے کے بعد ظالموں کے ساتھ :-

حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

سیاتی قوم لهم نبز یقال لهم الرافضة یطعنون السلف ولا یشهدون جمعة ولا جماعة فلا تجالسوهم ولا تواکلوهم ولا تشاربوهم ولاتناکحوهم واذا مرضوا فلا تعودوهم واذا ماتوا فلا تشهدوهم ولا تصلوا علیهم ولا تصلوا معهم۔

عنقریب کچھ لوگ آنے والے ہیں ان کا ایک بدلقب ہوگا۔ انھیں رافضی کہا جائیگا سلف صالحین پر طعن کریں گے اور جمعہ و جماعت میں حاضر نہ ہوں گے۔ ان کے پاس نہ بیٹھنا ان کے ساتھ نہ کھانا، نہ پینا، نہ ان کے ساتھ شادی بیاہ کرنا۔ بیمار پڑیں تو انھیں پوچھنے نہ جانا مرجائیں تو ان کے جنازے پر نہ جانا نہ ان پر نماز پڑھنا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا۔

جو سنی ہوکر ان کے ساتھ میل جول رکھے اگر خود رافضی نہیں تو کم از کم اشد فاسق ہے مسلمانوں کو اس سے بھی میل جول ترک کرنے کا حکم ہے۔ (احکام شریعت جلد دوم صفحہ ۶۔ ۴۷)

نعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیٔات اعمالنا